بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش فریادی ہے کسکی شوخی تحریر کا | کاغذی ہے پیرہن ہر پیکر تصویر کا

چونکہ تصویر اکثر کاغذ پر ہوتی ہے لہذا تصویر کو کاغذی پیرہن یعنے پوشاک کاغذی دارندہ قرار دیا ہے - اس شعر کے اتنے معنے ہو سکتے ہین کہ تصویر زبان حال سے تظلم و فریاد کرتی ہے مگر ان معنون مین کوئی لطف اور نزاکت نہین کیونکہ اس سے حاصل کچھ نہین اور تاویل و تعبیر مین بہت کچھ گنجایش ہے چنانچہ بعض لوگ اس شعر کو تصوف مین لئے جاتے ہین اور صوفیانہ معنے بیان کرتے ہین مگر خود اُن کو یقین نہین کہ مقصود قائل یہی ہو - اور یہہ بھی ممکن ہے کہ مرزا نے مولانائے روم رحمتہ اللہ علیہ کے اس شعر سے

بشنو از نے چون حکایت میکند ✤ وز جدائی ہا شکایت میکند

یہہ مضمون اخذ کیا ہو یعنے نے کی جگہ نقش اور شکایت کی جگہ فریاد اختیار کیا ہو اور اسی لحاظ سے اسکو دیوان کا مطلع قرار دیا ہو مگر یہہ مضمون اس مطلع سے

صراحت اور وضاحت کے ساتھہ ظاہر نہین ہوتا - مولانا کے شعر مین جدائی کا
لفظ ایسا ہے کہ جس سے شعر کے معنے بآسانی معلوم ہوتے ہین معہذا وہ
مثنوی ہے اور علم تصوف کے متعلق ہے - مولانا نے ممدوح نے مضمون
کو سلسلہ وار تفصیل کے ساتھہ بیان فرمایا ہے - اس مطلع مین وہ بات کہان
غزل کے شعر مین اسقدر تعقید معنوی معیوب ہے گویا معنی کا خون کرنا ہے کسکی
شوخی تحریر اور ہر پیکر تصویر یہہ ایسے الفاظ ہین جو شعر کو مورد طعن بنا رہے ہین -
کیا خدائے پاک کو کوئی عاقل شوخی یعنے جسارت کے ساتھہ منسوب کرسکتا ہے -
اسکا جواب یہی ہے کہ ہرگز نہین شعرا سے فصاحت شعار کا یہی دستور رہا ہے
کہ تعقیدات معنوی سے اجتناب و احتراز کرتے رہے تاکہ کلام مہمل اور بے معنی
نہو جائے - پیرہن کاغذی = فارسی والون کی اصطلاح ہے - اسکے
معنے وثوق صراحت مین دیکھئے - نقش = صورت و نگار و تصویر -
نقوش اسکی جمع ہے اس شعر مین نقش بمعنی تصویر آیا ہے - فریادی =
فریاد کنندہ - فریاد کرنے والا - مگر اردو کے قاعدہ سے تصویر چونکہ مانیث
ہی لہذا یہان فریاد کرنے والی کہنا چاہئے یعنے تصویر کسکی شوخی تحریر کی فریاد
کرنے والی ہے - فریادی مین جو یاے تحتانی آخر مین ہے اوسکو
یاے فاعلی کہتے ہین کیونکہ اس یا کے معنے اسم فاعل کے ہوتے ہین -
کاغذی = منسوب بہ کاغذ - کاغذی کی یا - یاے نسبتی ہے - پیرہن =
اس لفظ مین باے فارسی کو کسرہ ہے پیرہن - یعنے پوشاک و لباس -
پیراہان و پیراہن و پیرہند اس لفظ کے مترادفات ہین - پیرہن اصل مین کرتہ کو

کہتے ہین مولانائے روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎ حالیا دل را نسیم آشنا یافتہ است
بوئے پیراہانِ یوسفؑ یافتہ است ٭ اور سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین
؎ ز مصرش بوئے پیراہن شنیدی ٭ چرا در چاہ کنعانش ندیدی ٭
پیرہن سیمابی و پیرہن آبی - اسکے دوسرے مرکبات ہین - پیکر =
بروزنِ قیصر کالبد اور جثہ اور صورت اور تن کو کہتے ہین - یہان عضو
اور جثہ کے معنے ہین اور پیکر بمعنی بت بہی آیا ہے - لہذا بت خانہ کو پیکرستان
بہی کہتے ہین مگر اس شعر مین یہہ معنے مقصود نہین ہین - شوخی بواو مجہول
طراری و بیباکی اور اس لفظ کا اطلاق اشیاے ذات الحرکت مین ہوتا ہے
محقق کامل ادیب فاضل میرزا ہدایت مرحوم امیر الشعراے پاے تخت ایران نے
فرہنگ انجمن آراے ناصری مین اس لفظ کی تحقیق کے متعلق لکہا ہے کہ درمیانِ
عوام شوخی کردن بمعنی ظرافت کردن معروف شدہ و لطیفہ گفتن بمعنی بدو کنایہ گفتن
و ہر دو بخلاف است و شعرا شوخ را بمعنی معشوقِ خوش خُلق شہرت دادہ اند و غلط
مشہور شدہ شیخ سعدی رح بمعنی اصل ملاحظہ کردہ و گفتہ ؎ شوخی مکن
ای دوست کہ صاحب نظرانند ٭ بیگانہ و خویش از پس و پیشت نگرانند ٭ شوخ چشم
و شوخ دیدہ معشوقِ بے حیا و طرار - شیخ سعدی رح گفتہ ؎ پسرے شوخ چشم
و کشتی گیر ٭ شوخ چشمی کہ بگسلد زنجیر ٭ انتہی حاصل یہہ کہ لفظ شوخ بمعنی طرار و
بیباک و دلیر آیا ہے اور یہہ لفظ معشوقون کی صفت مین ہی مستعمل ہوتا ہے
اور اسکے معنے ظریف الطبع اور معشوق خوش خُلق کے غلط ہین - اس کے مرکبات
شوخ چشم - اور شوخ دیدہ - اور شوخ رو - اور شوخ زبان - اور شوخ طبع - اور

اور شوخ طبیعت اور شوخ تراز و صحیح اور مستعمل اور مشہور ہین - چونکہ روزمرہ
اور بول چال مین اہل لسان واو معروف و مجہول مین کچہہ فرق نہین کرتے
لہذا شوخ کو واو معروف کے ساتہہ ہی بولتے ہین اگرچہ وہ اصل مین بواو
مجہول ہے - ہندوستان مین شوخی بمعنی خوبی بہی مشہور ہے چنانچہ
شیخ ناصر علی سرہندی کہتے ہین سے ؎ باین شوخی غزل گفتن علی از کس
نمی آید * بایران میفرستم تا کہ میگوید جوابش را * چنانچہ تذکرہ گلزار اعظم
مین شیخ ناصر علی کے اس شعر کے تحت مین شوخی کے معنے خوبی لکہے ہین مگر
اہل لغت نے اس معنی کو نہین لکہا ہے - غالباً یہہ مجازی معنے ہونگے - مرزا
غالب مرحوم کے اس مطلع مین ہر اور پیکر کے الفاظ زائد اور حشو قبیح ہین کیونکہ
صرف اسقدر کہدینا کہ تصویر کا پیرہن کاغذی ہے ادائی مطلب
و اظہار مضمون کے لئے کافی و مکتفی ہے مگر یہہ بہی اشتباہ ہوسکتا ہے کہ یہہ الفاظ
تاکید کی غرض سے لائے ہین کاغذین جامہ یعنی کاغذی پیرہن فارسی مین آیا ہے -

کاو کاو سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچہہ	صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا

یعنے مین شب فراق مین صبح ہونے سے پہلے مرجاؤنگا - کاو کاو - حاصل
بالمصدر ہے کاویدن کا - کاویدن کے معنے ہین کہودنا - کاو کاو یعنے
تفحص و تجسس اور تراشنا اور زمین کہودنا - اصل مین خزانون اور
دفینون کی تلاش کو کاو کاو کہتے ہین مگر یہہ لفظ استعمال کے لحاظ سے
لفظ عام نہین ہے بلکہ خاص موقع پر بولا جاتا ہے یعنے ناخن سے ولع

یا زخم کے کہو دنے اور کریدنے کو کاوکاو کہتے ہین - کاو تنہا امر کا صیغہ ہے کاویدن سے - اوسکی تکرار سے یعنے کاوکاو کہنے سے حاصل مصدر بنایا گیا ہے اور کاوش اسکا مترادف لفظ ہے جو کافتن کا حاصل مصدر ہے - مین نے بعض صاحبون کی زبان سے سنا ہے کہ لفظ کاوکاو پر اعتراض کرتے تہے اور کہتے تہے کہ یہہ لفظ غیر فصیح ہے اور غزل مین لانے کے قابل نہین ہے مگر خاکسار یہہ کہتا ہے کہ اس لفظ کی صحت اور فصاحت مین کوئی شک نہین ہے چنانچہ عرفی شیرازی رح فرماتے ہین ؎ بے گریہ دوستدار تو آرام گیر نیست یا کاوکاو دیدہ و دل یا گریستن ٭ اور میرزا صائب رح فرماتے ہین ؎ از کاوکاوِ آن مژہ ام بے خبر ہنوز ٭ نگرفتہ خون من بزبان نیشتر ہنوز ٭

سخت جان = وہ جاندار ہے جسکی جان اسکے بدن اور قالب سے دیر اور مشکل کے ساتہہ نکلے - آسانی سے اسکی جان اسکے جسم سے جدا نہو یہہ اسم صفت ہے از قبیلِ نیک سیرت و جوان بخت و دراز قامت وغیرہ یعنے ایک اسم صفت اور دوسرے اسم غیر صفت سے مرکب ہے - سخت جانی = اُسکا اسم ذات ہے بمعنی مصدر یعنی سخت جان ہونا سخت جانی مین جو یا آیا ہے وہ یای مصدری ہے کیونکہ اس یا کے معنے مصدر کے ہوتے ہین - جب اسم صفت کو اسم ذات بنایا چاہتے ہین تو اسم صفت کے آخر مین یاے مصدری لگا دیتے ہین - جیسے نیکی و بدی سے یعنے نیک ہونا اور بد ہونا اس شعر کے مصرع اول مین پوچہہ کی جگہہ مپرس رکہد یا جائے تو سالم مصرع فارسی ہو جاتا ہے مصرع کاوکاوِ سخت جانی ہاے تنہائی مپرس -

جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیئے	سینۂ شمشیر سے باہر ہے دمِ شمشیر کا

سینۂ شمشیر = یعنے صدرِ شمشیر شمشیر کی دھار سینۂ شمشیر فارسی کے اہل لسان کی اصطلاح نہین ہے یہہ ترکیب میرزا صاحب کے اختراعات مین سے ہے اہل لسان دمِ شمشیر اور دمِ تیغ اور دمِ خنجر اور لبِ تیغ اور دہنِ تیغ اور روے تیغ کہتے ہین اور اوسکی ضد پشتِ شمشیر ہے مرزا صائب فرماتے ہین ؎ پشتِ شمشیر سوال از دمِ بود خونریز تر ٭ خامشی را بدتر از ابرام میدانیم ما مرزا غالب کے اس شعر کے مضمون سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مرزا نے اس شعر مین شمشیر کو سینہ سے تشبیہ دی ہے اور وجہ شبہ بانکپن اور اکڑنا اور تننا ہے اگر شمشیر کو مشبہ اور سینہ کو مشبہ بہ قرار نہ دین تو معنی شعر مین خلل واقع ہوتا ہے یعنے شمشیر کو شخصِ ذی روح قرار دینا پڑیگا جو نے لطف اور پُر تصنع بات ہے بلکہ شعر پایۂ بلاغت سے بالکل گر پڑیگا ۔ شعر کا مضمون ظاہر ہے کہ دمِ شمشیر جو شمشیر سے باہر ہے اسکی وجہ یہہ ہے کہ عاشق جو شایق شہادت ہے اس کے جذبۂ بے اختیارِ شوق نے اسکو تلوار سے باہر کھینچ لیا ہے ۔ شمشیر = مرکب ہے شم اور شیر سے شم بمعنی ناخن اور شیر بمعنی اسد درندۂ مشہور چونکہ تلوار کی شکل ناخن شیر سے مشابہت رکھتی ہے لہذا فارسی مین تلوار کو شمشیر کہتے ہین ۔

آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے	مدعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا

غالبًا مرزا نے یہہ شعر اپنے اُن اشعار کی نسبت کہا ہے جو طرزِ خیال بندی مین

فکر کئے ہین اور طریقۂ بیدل رہ پر کہے ہین کیونکہ جو اشعار صاف ہین اونکا مدعا
تو اظہر من الشمس ہے اور مرزا کے صاف اشعار کی حلاوت و لطافت
اور اُن کی عمدگی اور دلچسپی اور اُن کی شیرینی و تازگی کل اُستادون کے
پاس مقبول اور جمہور کے نزدیک مسلم ہے اور اُنہین صاف اشعار سے
مرزا کی استادی کا ڈنکا تمام ہندوستان مین بجا ہوا ہے - مرزا غالب کے
جو اشعار سید ہے سادے اور صاف ہین وہ مرزا رفیع سودا رح اور میر تقی میر رح
کے اعلیٰ اور منتخب اشعار سے کچھہ کم نہین ہین - مرزا نے راستی اور سچائی کی
راہ سے یہہ شعر کہا ہے اور اس شعر مین اپنی خرابی طرز کا آپ ہی اعتراف کیا ہے
اسی کو انصاف کہتے ہین درحقیقت مرزا بیدل اور شیخ ناصر علی اور مرزا جلال
اسیر اور مرزا غالب وغیرہ نے جو اشعار خیال بندی کی روش نا ہنجار پر
کہے ہین وہ مہمل اور بے معنی نہین ہین تو کیا ہین - ہر ایک شخص اُنکا ایک
علیحدہ معنی بیان کرتا ہے † بھلا یہہ بھی کوئی جادۂ گفتار ہے - سراسر درد
و سرمایۂ آزار ہے - ایسا کلام خیالات ننگ کا ہمدم و راز دار ہے - یا بقول
مرزا عنقا کردار ہے † چونکہ اس شعر مین مدعا کو عنقا قرار دیا ہے لہذا شنیدن
کو دام کہا ہے - میرے کی جگہ اپنے تاکید کی غرض سے کہا ہے آگہی =
واقفیت و شناسائی - آگاہی کا مخفف ہے اس شعر مین آگہی کو صیاد اور
شکاری سے تشبیہ دی ہے کیونکہ شنیدن دام اور مدعا عنقا ہے تو اس کیلئے
کوئی شکاری ضرور تھا یہ مشبہ بہ کو جو صیاد ہے حذف کر دیا ہے اور اسکو علم
بیان مین استعارہ بالکنایہ اور استعارہ بالکنایہ اور استعارہ مکنی کہتے ہین -

اور دام و عنقا قرینہ ہے اور یہہ استعارہ تخئیلیہ ہے ۔ یعنے قرینہ کو استعارہ تخئیلیہ کہتے ہین ۔ استعارہ بکنی کا پورا بیان علم بیان مین دیکھنے سے معلوم ہوگا ۔ دام بچھانا = دام گستردن کا ترجمہ ہے مدعا = مطلب عنقا = بالفتح عربی مین سیمرغ کو کہتے ہین اس طائر کی گردن دراز ہوتی ہے بعض لوگ عنقا بالضم کہتے ہین اور یہ غلط ہے اس پرندے کے متعلق قسم قسم کی نقلین مشہور ہین بعض حضرات کہتے ہین کہ اس پرندے کا وجود قدیم زمانہ مین تھا اور اب نہین ہے آدمیون کے بچون کو اُٹھا کر لے جایا کرتا تھا اور یہہ اُسکی غذا تھی لہذا کسی پیغمبر صاحب کی بد دعا سے کوہ قاف مین محصور اور بند ہوگیا ہے بعض حضرات کہتے ہین کہ اسکا وجود فرضی ہے کیونکہ کسی نے اسکو نہین دیکھا ہے بہرحال ہما کیطرح عنقا بھی ایشیا کی شاعری کا جزو اعظم ہے اور یہان کے شعرا نے اُسکے متعلق بہت سے شاعرانہ مضمون پیدا کئے ہین ۔

بسکہ ہون غالب اسیری مین بھی آتش زیر پا
موے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا

مطلب یہہ ہے کہ میرے پاؤن مین زنجیر نہین ہی ۔ حالانکہ میرے پاؤن مین زنجیر پہنا دیجاتی ہے مگر اُسکے حلقے میری آتش عشق سے موے آتش دیدہ کیطرح جلجاتے ہین اور مین ہمیشہ آزاد اور غیر مقید نظر آتا ہون ۔ مرزا نے اس مضمون کو دوسری جگہ اسطرح بیان فرمایا ہے ؎ مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین ۔ ایک چکر ہے مرے پاؤن مین زنجیر نہین ۔ غالب ۔ منادی

یعنی اے غالب **مُوی** = بال - **آتش دیدہ** = آگ دیکھا ہوا - یعنے وہ شئے جسکو آگ لگی ہے - آتش دیدہ اسم صفت مرکب ہے جو دو اسمون سے مرکب ہوا ہے ایک تو اسم ذات یعنے آتش اور دوسرا اسم مفعول یعنے دیدہ - **اسیری** = قید - **آتش زیرپا** = اسکے مجازی معنے ہین مضطرب و بیتاب مگر یہان مجازی معنے مراد نہین ہین بلکہ حقیقی معنون کو اختیار کیا چاہیئے تا کہ شعر کے معنی مین خلل واقع نہو - **بسکہ** = بسکہ اور از بسکہ اور بس اور از بس یہہ چارون لفظ مترادف ہین اور کثرت اور افراط و فراوانی و بہتات کے معنون مین آتے ہین - بسکہ اور از بسکہ اور از بس اردو زبان مین مستعمل ہین مگر بس بمعنی افراط و کثرت صرف فارسی مین آتا ہے نہ اردو مین - اور ان لفظون مین کاف کا حذف کر دینا جائز ہے اور کبھی حرفِ از کو بھی حذف کر دیتے ہین - بسکہ یعنے کثرت سے اور افراط سے اور از حدکہ - یہان یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ از بسکہ اور بسکہ مین جو کاف ہے یہہ کس قسم کا کاف ہے اسکا جواب یہہ ہے کہ کافِ زائد ہے اور یہہ کاف صلہ اور کافِ بیان بھی ہوسکتا ہے اسمین از سببیہ اور تعلیل کے لئے آتا ہے - بس کے معنے ہین بہت اور کافی اور خاموش یعنے خاموش ہو بصیغۂ امر - عسجدی رح نے آتش زمستان کی صفت مین کہا ہے ؎ بس کس کہ ز زردشت بگردید و کنون باز ✤ ناچار کند روسے سوی قبلۂ زردشت ✤ بس کس - یعنے بہت لوگ بہت سے اشخاص حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ؎ اول و آخر قرآن ز چہ با آمد و سین ✤ یعنے اندر رہِ دین رہبر تو قرآن بس ✤ بس یعنے

کافی ومکتفی وکفایت کنندہ۔ کسی کا فارسی شعر ہے ؎ روروکہ شکایت تو ناگفتہ بہ است ✤ بس بس کہ حکایتِ تو ناشنفتہ نکوست۔ بس بس یعنے خاموش ہو خاموش ہو۔ بسند اسکا مترادف ہے۔

جراحت تحفہ الماس ارمغان داغ جگر ہدیہ	مبارکباد اسد غمخوار جان دردمند آیا

تحفہ اور ارمغان اور ہدیہ یہہ تینون لفظ مترادف ہین۔ تحفہ اور ہدیہ عربی الفاظ ہین اور ارمغان فارسی کا لفظ ہے۔ شاعر نے جراحت اور الماس اور داغ جگر کو تحفے قرار دئے ہین اور ان تحفون کو جان دردمند کے غمخوار اور غمگسار مقرر کئے ہین۔ مطلب یہہ ہے کہ جو جو مصائب اور تکالیف ہم پر پڑتے ہین ہم اُن کی برداشت کرتے ہین اور ہمت نہین ہارتے بلکہ اون تکلیفون اور مصیبتون کو آرام وراحت خیال کرتے ہین اور اسی واسطے اُن کو غمخوار جانتے ہین اور اُن کی آمد پر مبارک دیتے ہین۔ ابن نصوح شیرازی رح کہتا ہے

رباعی با فاقہ و فقر ہمنشینم کردی ✤ بے مونس و بے یار و قرینم کردی ✤

این مرتبہ مقربان درتست ✤ آیا بچہ خدمت این چنینم کردی ✤ دوسرے

معنے یہہ ہین کہ جراحت اور الماس اور داغ جگر مہلک اور جان ستان چیزین ہین۔ ہمکو یہہ چیزین ملی ہین اب ہم مرجائینگے اور ہم کو مصائب سے نجات حاصل ہوگی چونکہ ہم زندگی مین مبتلاے آفات ہین۔ لہذا ان چیزون کے آنے سے خوش ہوتے ہین اور مبارکباد دیتے ہین کہ اب مرجانے سے دنیا کے جھگڑون اور زحمتون سے نجات حاصل ہوئی ہے